68

ایک خطبہ کی تشریح

(فرمودہ ۲۲ ر ستمبر ۱۹۲۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

میں بسبب اس کے کہ مجھے متعدد لوگوں کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پچھلے جمعہ پر جو خطبہ پڑھا گیا۔ اس سے بعض کو بعض غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ اس لئے آج کے خطبہ میں اسی کے متعلق بعض باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میرے نزدیک بعض لوگوں کو اس خطبہ کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ متعدد قسم کی روائتیں میرے تک پہنچی ہیں۔ مگر بوجہ اس کے کہ ان کا مضمون اپنی ذات میں ہی یہ بتانے کے لئے کافی تھا کہ غلط فہمی ہو گئی ہے۔ آگے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ خطیب سے پوچھوں کہ خطبہ کا کیا مفہوم تھا۔ کیونکہ ذرا سا غور کرنے سے بات حل ہو جاتی ہے۔

بعض نے اس خطبہ کا مفہوم یہ سمجھا ہے کہ خطیب نے لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ باہر جو مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے بھیجنے میں بعض نقص ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس معاملہ کو خلیفہ تک پہنچائیں۔ مگر میرے نزدیک یہ مفہوم درست نہیں۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ اس خطبہ سے یہ سمجھنے کی گنجائش نہیں ہوگی۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک بات بیان کی جاتی ہے اور اس سے ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے جس طرف منتقل کرانا بات کرنے والے کا منشا نہیں ہوتا۔ پھر میں یہ اس لئے کہتا ہوں کہ خطیب کا وہ منشا نہیں ہو سکتا جو سمجھا گیا ہے کہ قادیان کے رہنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ مبلغوں کے متعلق جس قسم کی کوئی خبر ہو۔ وہ پہلے مجھ تک پہنچتی ہے۔ اور پھر کسی اور کو ہوتی ہے۔

باہر کے لوگوں میں سے بعض غلطی سے سمجھتے ہیں کہ میری ڈاک پہلے اوروں کے پاس جاتی ہے۔ اور پھر وہ مجھے خطوط سناتے ہیں۔ حالانکہ اس کے متعلق میں نے اتنی احتیاط رکھی ہوئی ہے کہ پہلے سارے خطوط میرے پاس آتے ہیں اور پھر دفتر میں جاتے ہیں۔ اور اس طرح مجھے دوگنا کام کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ دفتر والے پھر وہی خطوط مجھے سنا کر ان کے جواب پوچھتے ہیں۔ اگر وہ پہلے ہی پڑھ کر

میرے سامنے خطوط پیش کریں۔ تو کم از کم دو گھنٹہ روزانہ میرا وقت بچ سکتا ہے۔ مگر میں نے اس لئے کہ تا کوئی یہ نہ کہے کہ میرا خط خود نہ پڑھا۔ یہ طریق رکھا ہوا ہے کہ سارے خطوط پہلے خود پڑھتا ہوں اور پھر دفتر میں بھیجتا ہوں۔ اور اگر کوئی بند خط دفتر میں چلا جائے تو ان کو ہدایت ہے کہ اس کو اسی طرح واپس کریں۔ چنانچہ دفتر ڈاک والے اس قسم کے خط واپس میرے پاس بھیج دیتے ہیں تو بعض باہر کے لوگوں کو غلطی لگتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے خطوط براہ راست میرے پاس نہیں پہنچتے۔ چنانچہ ہر مہینہ دس پندرہ خطوط اس قسم کے آجاتے ہیں جن میں بڑی لجاجت کے ساتھ دفتر ڈاک والوں کو لکھا ہوتا ہے کہ مہربانی کرکے میرا سارا خط حضرت صاحب کو سنا دیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں خود سارے خطوط پڑھتا ہوں اور اب تو یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ بکس ڈاک خانہ میں جاتا ہے اس کی ایک چابی میرے پاس ہوتی ہے۔ اور ایک پوسٹ ماسٹر کے پاس وہ بکس میں سارے خطوط ڈال کر تالا لگا دیتا ہے۔ اور پھر میں خود اس کو کھولتا ہوں۔

پس جبکہ تمام قادیان کے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ سب خبریں پہلے میرے پاس آتی ہیں اور اس سے مولوی سرور شاہ صاحب واقف ہیں۔ تو ان کے خطبہ سے وہ مفہوم نکالنا جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے غلطی ہے۔ اگر باہر مبلغ کوئی غلطی کریں تو ان کی غلطی کا سب سے پہلے مجھے علم ہوگا اور کسی کو نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس علم کے دو ہی ذریعہ ہیں۔ یا تو یہ کہ مبلغ خود خط لکھ دے کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ یا اور کوئی احمدی جو وہاں ہو۔ وہ خط لکھ دے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ مبلغ خط لکھے گا تو مجھے ہی لکھے گا۔ اور اگر کسی اور نے اس کی شکایت کرنی ہوگی تو وہ بھی میرے پاس ہی کرے گا۔ کیونکہ مبلغوں کی غلطیوں کا علم حاصل کرنے کا ایک ہی احق ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ اس لئے پہلے مجھے علم ہوگا۔ اور پھر اوروں کو میرے ذریعہ علم ہوگا میں سناؤں تو وہ سنیں گے ورنہ نہیں۔ اور جس قدر میں سناؤں اسی قدر انہیں علم ہو سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ بعض جب دوسروں کی نسبت ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ غلطی پر ہیں تو ان کو میں بیان نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اوروں کو معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً مفتی (محمد صادق) صاحب کے متعلق ہی کسی نے شکائتیں لکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے پہلے ہی رؤیا میں بتا دیا کہ ایسا کیا جائے گا جو ٹھیک نہیں۔ اس لئے جب خط آئے تو میں نے چاک کر دئے اور دفتر ڈاک میں نہیں بھیجے۔ اور ان کو بھی معلوم نہیں کہ کیا باتیں تھیں۔ ان کا اگر کوئی حصہ ظاہر کیا تو میں نے خود کیا اور کسی کو بطور خود کوئی بات معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔ مولوی (سرور شاہ) صاحب کو بھی چونکہ براہ راست کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ میرے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے جو سمجھی گئی۔

پھر بعض کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ مولوی صاحب نے مبلغوں کے آئندہ تعین کے لئے کہا ہے

کہ ایسے مبلغ مقرر کریں جو دین سے واقف ہوں۔ گو خطبہ میں ایسے الفاظ بھی ہوں جن سے یہ سمجھا جا سکتا ہو۔ مگر میرے نزدیک مولوی صاحب کا یہ بھی مفہوم نہیں ہو سکتا کیونکہ مبلغ لوگ مقرر نہیں کرتے۔ بلکہ میں کرتا ہوں۔ اور جن کو تبلیغ کے لئے بھیجا ہے۔ خلیفہ نے بھیجا ہے مجھ سے پہلے اگر کوئی بھیجے گئے اور وہ ایک ہی تھا چوہدری فتح محمد۔ وہ حضرت خلیفہ اول کے اشارہ سے بھیجے گئے تھے۔ اور اب بعض میرے اشاروں سے بھیجے جاتے ہیں۔ بعض کے متعلق میں نے مشورہ لیا مگر ایسے بھی ہیں۔ جن کے متعلق میں نے مشورہ نہیں لیا۔ بہرحال نہ ان کے بھیجنے میں کسی کا تعلق ہے نہ ان کے واپس بلانے میں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کچھ تعلق ہے تو یہ کہ میں ان سے مشورہ لوں۔ اور وہ مشورہ دے دیں۔ اس لئے مولوی صاحب یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔

گو میں اس خطبہ میں موجود نہ تھا۔ لیکن میرے نزدیک ان کا مفہوم وہی تھا۔ جو بعض مشکلات کی وجہ سے میں نے خود بیان کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ ہماری جماعت کے انگریزی خواں دین سے واقفیت پیدا کریں۔ کیونکہ غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے وہی بھیجے جا سکتے ہیں جو انگریزی داں ہوں۔ علماء کام نہیں کر سکتے۔ ولایت' امریکہ' جرمن وغیرہ علاقوں میں انگریزی دان ہی کام کر سکتے ہیں۔ مگر وہ دین سے ایسے واقف نہیں ہوتے جیسے ایک عالم۔ اس لئے خطرہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی باتیں بھی بیان کردیں۔ جو لوگوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوں۔ آج سے تین سال قبل میں نے اسی جگہ کھڑے ہو کر بتایا تھا کہ انگریزی خوانوں کو چاہیئے کہ دینی مسائل سے واقفیت پیدا کریں۔ تاکہ جب تبلیغ کے لئے جائیں تو کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہوں۔

یہ مفہوم تھا جس پر زور دینے کے لئے انہوں نے مختلف پہلو بیان کئے۔ اور ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی بات کے مختلف پہلوؤں پر زور دینے کے لئے جب کوئی روشنی ڈالتا ہے تو اس سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ ہماری جماعت کے انگریزی خواں دین سے کم واقف ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے اس سال درس قرآن رکھا تھا اور اگست کا مہینہ اسی لئے تجویز کیا تھا۔ تاکہ انگریزی خواں شامل ہوں۔ صحت کے لحاظ سے اور مہینے اس سے اچھے تھے۔ مگر اس میں چونکہ کالجوں والے بھی شامل ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس میں درس دیا۔ ورنہ اگست کا مہینہ صحت اور محنت کرنے کے لحاظ سے اچھا مہینہ نہیں ہوتا۔ شدید گرمی ہوتی ہے۔ پسینہ آتا ہے۔ راتوں کو کام نہیں کیا جا سکتا۔ برسات کی وجہ سے تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ مگر انگریزی خوانوں اور کالجوں کے طلباء کے لئے یہی رکھا۔ تاکہ وہ بھی شامل ہو سکیں۔ درس کے بعد جب میں نے دعوت کی اور بعض دوستوں نے کہا کہ درس کا وقت بدل دینا چاہیئے تو ان کو میں نے یہی جواب دیا کہ آپ لوگ تو اور مہینوں میں بھی آسکتے ہیں لیکن کالجوں والے نہیں سکتے۔ اس لئے یہ مہینہ مناسب ہے۔

جب تک ابھی سے ایسے لوگ تیار کرنے کی فکر نہ کریں جو علم دین اور فقہ کے مسائل سے واقف ہونے کے ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہوں۔ ڈر ہے کہ جب نو مسلموں کا وہ فریق تیار ہوگا۔ جو دین پر عملی طریق سے چلے گا۔ تو کیا کریں گے مگر میں نے اس کے لئے ایک تدبیر کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اب جو مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ ان کو کام کرنے والے مبلغوں کے ساتھ لگا دیں گے۔ مثلاً مبارک علی صاحب ولایت میں کام کر رہے ہیں۔ ان سے زیادہ اچھی طرح یہ مبلغ مسائل سمجھا سکتے ہیں۔ مگر انگریزی زبان نہیں جانتے۔ اس لئے ان کے ساتھ بطور نائب ایک کو لگا دیا جائے گا جو ساتھ ساتھ زبان سیکھے۔ اور مسائل سکھا سکے۔ چنانچہ اسی سلسلہ کے ماتحت یہاں کے واقف لوگ جانتے ہیں کہ مولوی جلال الدین صاحب کو ولایت کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ ان کو انگریزی نہیں آتی۔ اس لئے پہلے پہل تو مبلغ دینی مسائل میں ان سے مشورہ لے کر کام کرتے رہیں گے۔ اور یہ زبان سیکھتے رہیں گے۔ جو چھ ماہ یا سال میں اتنی آجاتی ہے کہ باتیں کر سکیں۔ اور پڑھانے کے لئے باتیں کر لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور دو سال میں لیکچر دینے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

مگر باوجود اس کہ میں یہی کہوں گا کہ اس طرح کام تو چل جائے گا۔ مگر خرچ دگنا کرنا پڑے گا۔ یعنی جہاں ایک آدمی کو کام کرنا چاہیئے وہاں دو دو کو رکھنا پڑے گا۔ اس لئے مناسب تو یہی ہے کہ انگریزی خوان نوجوان ایک حصہ دین کا بھی ضرور سیکھیں۔ اور وقت آگیا ہے کہ اس کام کو شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ تین نوجوان اسی سال بی اے پاس کر کے آئے ہیں۔ کہ ان کو دین کا علم پڑھایا جائے۔ ان کے لئے ایسا کورس تیار کیا گیا ہے جس سے دو تین سال میں اتنی قابلیت پیدا ہو جائے کہ ایک محدود دائرہ میں کام چلا سکیں۔ کام کے لحاظ سے پھر بھی وہ بہت کم ہیں۔ پس جو اصل مفہوم اس خطبہ کا تھا۔ اور جس کے سوا دوسرا کوئی ذہن میں نہیں آسکتا۔ وہ اس قابل ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے اور نہ صرف یہ کہ نوجوان اس کی طرف متوجہ ہوں بلکہ وہ بھی جو اپنا اپنا کاروبار کرتے ہیں یا دفتروں میں ملازم ہیں ابھی سے اس طرف توجہ کریں۔ کیونکہ علم ایک دن میں نہیں سیکھا جا سکتا۔ پس وہ لوگ جو دین کی تبلیغ کے لئے غیر ممالک میں جا سکتے ہی۔ خواہ وہ ملازم ہوں یا کوئی کاروبار کرتے ہوں۔ انہیں کیا پتہ ہے کہ کب ان کو اشاعت دین کے لئے جانا پڑے۔ اگر ایسا وقت آگیا تو وہ کیا کریں گے ان کو سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو ریزرو مبلغ سمجھنا چاہیئے۔ جیسا کہ فوجوں کے سپاہی ریزرو ہوتے ہیں وہ سال میں ایک دفعہ جاتے اور جا کر پریکٹس کر آتے ہیں لیکن جب جنگ کا موقع آئے تو سب جمع ہو جاتے ہیں کیوں اسی لئے کہ وہ اپنی پریکٹس جاری رکھتے ہیں اگر وہ لوگ جو ملازمتیں کرتے ہیں یا کوئی اور کام۔ اگر پندرہ منٹ بھی روزانہ دین سیکھنے کے لئے نکالیں تو چار پانچ سال میں اتنی واقفیت پیدا کر سکتے ہیں کہ کام چلا سکیں اور مسائل میں باریک اختلاف تو رہتے ہی

ہیں۔ حتیٰ کہ ایک امام بھی دوسرے امام کی بات نہیں مانتا۔ کیوں شافعی 'ابوحنیفہ کے خلاف اور ابوحنیفہ امام حنبل کے خلاف بعض باتیں بیان کرتے ہیں............ سچ تو یہ ہے کہ نبی کے سوا خواہ کوئی انسان ہو۔ خواہ خلیفہ ہو۔ خواہ امام ہو۔ خواہ صوفی ہو۔ خواہ مولوی ہو ان کے متعلق ہروقت احتمال ہے کہ غلطی کرسکتا ہے۔ اور ہو نہیں سکتا کہ اس کے سارے اجتہاد درست ہوں............ تو اس قسم کے اختلاف ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ مگر یہ ایسے اختلاف نہیں جن سے دین میں رخنہ پڑے۔

پس تھوڑی محنت کرکے بھی دین کا علم حاصل کیا جاسکتا ہے اور اگر لوگ اس کے لئے تیار ہوں۔ تو کورس میں بنا کر دے سکتا ہوں۔ اس کے لئے عربی کی بھی ضرورت نہیں اردو میں ہی سیکھ سکتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے انگریزی خواں لوگ تیار ہوں۔ تو میں ایسا کورس تیار کرکے دے سکتا ہوں پندرہ منٹ روزانہ دیکر چار پانچ سال میں کام چلانے والے بن سکتے ہیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ بہت محنت سے کام کریں۔ یہ نہیں کہ یونہی اتنی قابلیت پیدا کرسکیں گے معمولی سے معمولی کام بھی بغیر محنت کے نہیں آسکتا۔ دیکھو ترکھان کا کام ایک موٹا کام ہے۔ بی اے پاس بھی ہو جو معقول تنخواہ لیتا ہو تو اسے نہیں کر سکے گا۔ بات یہ ہے کہ موٹے کام بھی محنت سے آتے ہیں۔ اگر لوگ دین کا علم سیکھنے کے لئے محنت کریں گے۔ تو کچھ بن سکیں گے اور انگریزی خواں کیا ہمارے تو بچہ بچہ کو دین سے واقف ہونا چاہیے کیونکہ وہی قوم محفوظ ہوسکتی ہے جس کا کوئی فرد ناواقف نہ ہو۔ پس وہ جو باہر تبلیغ کے لئے جائیں وہ تو الگ رہے ہمارے تو ہر ایک فرد کو ایسا ہونا چاہیے۔ کہ مسائل دینیہ سے واقف ہو۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری جماعت کے سارے لوگ ایسے ہوں جو خود مسائل دینیہ سے واقف ہوں اور دوسروں کو واقف کرسکیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین کے ثبات ترقی اور استحکام کا کام لے۔

(الفضل ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۲ء)